حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے
اوصافِ جمیلہ کا
مجموعہ
انوارِ جمالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
مؤلفہ
مولانا شاہ نقی علی خان بریلوی
شبیر برادرز ○ اردو بازار لاہور

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصافِ جمیلہ کمالاتِ جلیلہ

اَنوارِ جمالِ مُصطفٰے علیہ التحیۃ والثنا

امام المتکلمین مولانا شاہ نقی علی خاں بریلوی قدس سرہٗ العزیز
والد ماجد امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ

شبیر برادرز ○ اردو بازار لاہور ۲

عبادت میں مشغول ہیں کمال انسان کا معرفت و محبت میں ہے ف ولا تنسوا الفضل بینکم مرید طالب کرامات ہوتا ہے
اور کامل طالب مکرم شیخ لقمان سرخسی رحمۃ اللہ علیہ راگ سنتے تھے اہل مجلس سے ایک شخص اڑکر درخت پر جا بیٹھا اور آپ سے کہا
آئے لقمان رحمۃ اللہ علیہ تم بھی آؤ کہ ہم تم اڑکر سیر کو چلیں فرمایا ہم دونوں جہان میں نہیں سما سکتے کہاں چلیں امام شبلی فرماتے ہیں کہ جسکی ہمت
دنیا و آخرت سے پاک نہو اُسے ہماری مجلس میں آنا حرام ہے خواجہ بسطام فرماتے ہیں کہ اگر خلت ابراہیم اور مناجات موسیٰ اور روحانیت
عیسیٰ تجھکو دیں قناعت نہ کر کہ ابھی بہت کام کرنے ہیں شیخ الشیوخ امام الطریقۃ والحقیقۃ عوارف المعارف میں لکھتے ہیں کہ کشف و
کرامت شرط ولایت نہیں ولایت قرب الٰہی کو کہتے ہیں پس تفاضل اولیا میں باعتبار قرب کے ہے نہ کشف و کرامت کے آئے عزیز کشف و
کرامت بھی عقبات راہ سے ہے اکثر سالک اس گھاٹی میں ہلاک ہوتے ہیں بعضے تو تھوڑی سی بات پر نازاں ہو کر بیٹھ رہتے ہیں اور
دولت ابدی سے محروم رہتے ہیں اور بعضے کہ بہ نسبت اُن کے ہمت عالی رکھتے ہیں جسوقت انوار انہیں نظر آتے ہیں اور اسرار اُن
کے مونہہ سے نکلنے لگتے ہیں لوگ اُن کے وعظ و نصیحت سے متاثر ہوتے ہیں اور دوست دشمن اُن کے معتقد ہو جاتے ہیں اُس
وقت وہ بھی غرور و پنداشت میں مبتلا ہوتے ہیں اور اپنے تئیں کامل سمجھتے ہیں اور نہیں جانتے کہ حجاب نور کا حجاب ظلمت سے
سخت تر ہے انتہا کام کی عشق پر ہے اور عشق خود نہایت نہیں رکھتا ؎ عشق مارا کے شود غایت پدید ؎ حسن جاناں چوں ندارد غایتے
پس انسان کو کسی جگہ توقف کرنا اور اپنے کمال پر نازاں ہونا بڑی کم ہمتی اور نری پست فطرتی ہے ہر مرتبہ پر ایک مرتبہ ہے مراتب
صعود و نزول پر نظر کرے تا کسی مرتبہ کو مرتبہ انتہا اور کسی مقام پر توقف روا نہ سمجھے جاننا چاہئے کہ مرید کو اثنا رسیر میں تین حال پیش
آتے ہیں سلوک و توقف رجوع سلوک کے چھ مرتبے ہیں

مراتب سلوک

پہلا مرتبہ علم مصرع کہ بے علم نتواں خدا را شناخت مشائخ کہتے ہیں جسقدر علم
زیادہ اُسیقدر طلب ارادت زیادہ اور جسقدر طلب ارادت زیادہ اُسی قدر سلوک زیادہ اور جسقدر سلوک زیادہ اُسی قدر رسائی زیادہ مدار کار علم
پر ہے اگرچہ ہر دولت و نعمت ورثہ انبیا ہے اول پیغمبروں کو عنایت ہوتی ہے اُن کا پس خوردہ اوروں کو بھی بسبب اُن کے اتباع اور
اطاعت کے ملتا ہے وللارض من کاس الکرام نصیب۔ مگر علم کو اُن سے علاقہ زیادہ ہے کما لا یخفی صاحب الطریقہ مرتبہ علم کو صورت
شریعت اور نماز اور روزہ اور جو افعال اور اعمال کہ اس مرتبہ میں واقع ہوتے ہیں اُنکو صورت اعمال کہتے ہیں اسوقت نفس امارہ
سرکشی و طغیانی و نافرمانی و کفران پر مصر رہتا ہے مگر پروردگار تعالیٰ اپنی رحمت سے اُس اذعان کی تکلیف نہیں دیتا صرف تصدیق
دل کو قبول فرما کر ایمان ناقص پر اجر کامل یعنی بہشت اور اُسکی نعمتوں کا وعدہ فرماتا ہے جب مرید احکام شریعت پر مواظبت اور اُس کے
حدود کی محافظت کرتا ہے استعداد طریقت کی اُسکو حاصل ہوتی ہے اور ولایت عامہ کہ مفاد ف اللہ ولی الذین آمنوا ہے
بعنایت الٰہی ہاتھ آتی ہے دوسرا مرتبہ اتباع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اقوال و افعال میں اور تہذیب اخلاق اور دفع رذائل امراض
باطنہ اور علل قلبیہ کہ متعلق بمقام طریقت ہے گردش اسی مقام میں ہوتی ہے اولاً تصفیہ و تزکیہ و تخلیہ نفس کا رذائل سے بعد
اُس کے تجلیہ اُس کا فضائل سے عمل میں آتا ہے اس مرتبہ میں حواس سے کام کم پڑتا ہے کھانا پینا دیکھنا بولنا کم ہو جاتا ہے اور
نفس کو ایک طرح کا اطمینان حاصل ہوتا ہے اور کراہت جبلی اور شرارت خلقی سے باز آتا ہے اُسوقت آدمی اپنے مولیٰ کے حکم
پر راضی اور شاکر ہو جاتا ہے اور کمر جد و جہد پر باندھتا ہے اور روش پر قائم ہو کر بے تعلقی اور تنہائی کو طبع انسانی پر ناگوار ہے
اختیار کرتا ہے اور ماسویٰ سے انقطاع کر کے وحدت شہود میں مستغرق رہتا ہے تمام جہان سے صلح کرتا ہے اور سب کو مرایا

جمال مطلق کا جانتا ہے ایک ہی کو دیکھتا ہے اور ایک ہی سمجھتا ہے تیسرا مرتبہ اتباع ذوق وحال سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسمیٰ بمقام مجذوب سالک و مقام سالک مجذوب و مشہور بولایت خاصہ ہے اُسکو مقام بقا اور اسلام طریقت اور حقیقت سے بھی تعبیر کرتے ہیں انوار اور اسرار اس مقام میں اچھی طرح منکشف ہوتے ہیں اور حقیقت اشیاء بلکہ فنا وبقا کی کما ینبغی معلوم ہوتی ہے اور ذوق و شوق و رضا و رغبت احکام شرع کی حاصل ہوتی ہے اور نفس کو بالکل اطمینان ہوجاتا ہے اور عالم ملکوت سے مشابہت کاملہ پیدا ہوتی ہے کھانے پینے سونے جاگنے کیطرف اصلا احتیاج نہیں رہتی تسبیح وتہلیل ورکوع وسجود کہ غذائے روح ہے تقویت جسم کیلئے بھی کفایت کرتی ہے گویا اسوقت جسم روح کے حکم میں ہوجاتا ہے اور جہاد با قالب ختم ہوتا ہے یہ مقام مقام فنا سے افضل ہے کہ متمم اُس کے ابراہیم علیہ السلام اور مکمل اُسکے سید رسل صلی اللہ علیہ وسلم ہیں متعلق نفی ممکنات اور متعلق اثبات ذات وہ مرتبہ علم الیقین ہے یہ مقام عین الیقین چوتھا مرتبہ حقیقت شریعت ہے مقام علماء راسخین اور اصحاب یمین کا ہے کہ صاحب تاویل متشابہات اور واقف اسرار حروف مقطعات ہیں اس مقام میں حقیقت اسلام اور بندگی کی حاصل ہوتی ہے یہ مرتبہ ورثہ انبیا ہے اور طریقت و حقیقت اس مرتبہ کی تحصیل کیلئے وسیلہ ہیں جیسے وضو شرط صحت نماز اور اُس کا وسیلہ ہے طریقت سے نجاست حقیقیہ اور حقیقت سے نجاست حکمیہ باطنی کی زائل ہوتی ہے بعد طہارت کاملہ کے قابلیت اُس نماز کی کہ معراج مومنین اور ستون دین ہے حاصل ہوتی ہے بلکہ حقیقت روزہ اور زکوٰۃ اور حج اور تمام عبادات کی اسی وقت ہات آتی ہے اور محبت و شوق و ذوق دل میں پیدا ہوتے ہیں اسوقت روح سے کام پڑتا ہے اور فضائے عالم جبروت میں گزر ہوتا ہے جب انوار اُس عالم کے بواسطہ روح دل پر طاری ہوتے ہیں شوق اور ذوق اور محبت دل میں ساری ہوتے ہیں اور مقام تکمیل وارشاد حاصل ہوتا ہے پانچواں مرتبہ اتباع کمالات محبت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کہ علم وعمل سے ورا اور محض فضل پر موقوف ہے یہ مرتبہ پانچ درجوں کو متضمن ہے محبت محبیت محبوبیت حب رضا مقام جب جامع تینوں مراتب متقدمہ کا ہے اور مرتبہ رضا اُس سے بھی بالا ہے اسوقت انسان کو علت اولیٰ کیساتھ مشابہت پیدا ہوتی ہے نہ جانے کا غم نہ آنے کی خوشی نہ ماضی و مستقبل سے کچھ غرض نہ کسی حال سے خوف وفزع نہ کسی شئے کی خواہش نہ طلب کسی چیز میں حظ نہ حصہ نہ کسی بات کی حاجت نہ ضرورت نہ کسی کیطرف التفات نہ کدورت اُسوقت آدمی کو فضیلت و سعادت کاملہ ہاتھ آتی ہے اور افعال اور اقوال اُسکے خیر محض ہوجاتے ہیں اور دواعی نفس مانند بہیمیہ غضبیہ طباع بدنیہ کے بیکار اور وہم وتخییل مغلوب ہوتے ہیں اور عقل الٰہی کہ منشاء صدور افعال الٰہیہ مطلوب لنفسہا کی ہے غالب آتی ہے اور اقصیٰ مراتب خیرات پر پہنچتا ہے اور سابقین بالخیرات اور مقربین حضرت عزت میں داخل ہوتا ہے اور اشتیاق صحبت ارواح وملائکہ کا اُسے اُنکی جماعت میں پہنچاتا ہے اور بقدر استعداد و شوق وہمت وارادت کے اُن سے مستفیض ہوتا ہے چھٹا مرتبہ اتباع کمالات محبوبیت خاصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ مقام مرتبہ رضا سے برتر ہے کیفیت اُسکی ادراک عقل سے ورا ہے سوا اُس جناب کے کوئی پیغمبر اور فرشتہ اس مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا لی مع اللہ وقت لا یسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل اسی مقام کی تخصیص کی طرف اشارہ ہے یہ مقام کسب سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ مدار اسکا محبت پر ہے کہ فضل وکرم سے بھی برتر ہے البتہ بطفیل وتوسل سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض اولیاء امت کو بھی اس خوان نعمت سے ایک توشہ اور اس خرمن دولت سے ایک خوشہ عنایت ہوا ہے ؎ در قافلہ کہ اوست دانم نرسم + این بس کہ رسد ز دور بانگ جرسم۔ اللھم ارزقنا حبک وحب من یحبک وحب ما یقربنا الی حبک

واحبنا بجاہ حبیبک المصطفیٰ واجعل حبک الینا احب من الآخرۃ والاولیٰ ووفقنا لما تحب وترضیٰ یہ چھ مرتبے مقامات سلوک و عروج کے ہیں پھر وقوف ہوتا ہے اور سالک بعض ان مراتب و مقامات سے جو بمقتضائے ہمت اُس کے لئے مقدر ہیں اپنے قبضہ میں کرتا ہے پھر مقام ہفتم جسے نزول و ہبوط و رجوع سے تعبیر کرتے ہیں اور جمیع درجات سابقہ کو جامع اور بمنزلہ آن کے کل کے ہے حاصل ہوتا ہے دائرہ ظہور عکس اسم و صفت کا کہ سیر فی اللہ سے مربوط ہے اس مقام میں تمام ہوتا ہے اور حقیقت ہر شئے کی کما حقہ معلوم ہوتی دُعا صدیق اکبر اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنابہ میں اسی مقام کی درخواست ہے یہ مقام لاہوت ہے معاملات سابقہ اس جگہ کچھ اعتبار نہیں رکھتے اور اس مقام میں روح سے بھی کچھ کام نہیں رہتا یہ حقیقت کی حقیقت ہے اور حقیقت سابقہ اسکی صورت حقیقت جسکی صورت اور ولایت جس کا مقدمہ ہو اُسکی حقیقت کس طرح سمجھ میں آوے ؎ قیاس کن زگلستان من بہار مرا ۔ بعد طے ان مقامات کے بندہ میں قابلیت اس امر کی پیدا ہوتی ہے کہ محبوب بلا شائبہ ظلیت و توہم حالیت و محلیت اُس پر ظہور فرماوے اور بسبب اس کے کہ ذات و صفات میں انفکاک محال ہے بالضرور ظہور محبوب کا صفات کیساتھ ہوتا ہے اور دو قوس ایک قوس صفات کا اور دوسرا ذات کا مشہود ہوتے ہیں اسے مقام قاب قوسین کہتے ہیں لیکن جب علاقہ ذات سے زیادہ ہو جاتا ہے اور محبت انتہا کو پہنچتی ہے اُس وقت ذات محبوب اسماء و صفات و شیون و اعتبارات سے مجرد و معرا نظر آتی ہے یہ مرتبہ اَوْ اَدْنیٰ ہے اور یہ دونوں مقام مخصوص بسرور انبیا ہیں اس مقام پر توحید حقیقی اور فناء کلی کہ بقا سے بمراتب بالا ہے حاصل ہوتی ہے اور معرفت کامل کوئی مقام اس سے بڑھ کر بندہ کے حق میں متصور نہیں اور اوہام بشریہ بلکہ عقول ملکیہ کو گرد اس محل کی گزر نہیں الغرض مراتب سلوک ... بعض اُن میں سے سوا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے کو حاصل نہیں ہوتے اور جو ہو سکتے ہیں وہ بھی نہایت نہیں رکھتے ہزاروں اس راہ میں نامرادی سے ٹھوکریں کھاتے ہیں یہ دولت ہر شکم پرست کو نہیں دیتے اور یہ خلعت زیبا ہر قامت کو نہیں بخشتے ؎ سر و غم عشق بوالہوس را ندہند + سوز دل پروانہ مگس را ندہند + عمرے باید کہ یار آید بکنار + ایں دولت سرمد ہمہ کس را ندہند ۔ اگرچہ اکثر سر اس سودا سے خالی نہیں مگر اس راہ میں سر بے اعتبار ہے سر درکار ہے پس کسی مرتبہ پر توقف کرنا اور فضل و کمال کو اُس میں منحصر جاننا اور اپنے مشہود و موہوم و متخیل کو موجود حقیقی سمجھنا اور اُسکو وصول و شہود و رویت تصور کرنا پست ہمتوں کا کام ہے اہل ہمت ایسے موہومات و متخیلات بلکہ مشاہدات و معلومات کو ظل سمجھتے ہیں اور نفی میں داخل کرتے ہیں اور اپنے مشاہدہ اور مکاشفہ پر اعتماد نہ کرکے ہر وقت اور ہر حال میں طلبگار ترقی کے رہتے ہیں لوگ اس بات کا اہتمام رکھتے ہیں کہ دائرہ اثبات وسعت پیدا کرے اور جملہ ماسوی مظہر حق نظر آوے اور مقصود اُنکا ہر ذکر و شغل و کلمہ طیبہ سے وسعت دائرہ نفی کی ہے کہ جو کچھ شہود و مراقب ہو سب منفی ہو جاوے یہ حال اُنکے عدم وصول کا ہے اگر ذکر اُنکے حصول کا کیا جاوے کون سمجھے اللھم ارزقنا اتباعھم واحشرنا فی زمرتھم انک علیٰ کل شیئ قدیر ۔

محبت کی علامات

المقصد الثالث آثار و علامات محبت بکثرت ہیں ازاں جملہ اول علامت یہ ہے کہ جس کے دل میں آگ محبت کی بھڑکتی ہے سرد آہ اُسکے مونہہ سے نکلتی ہے اور چہرہ پر زردی ظاہر ہوتی ہے ؎ نعیم بوستانش آہ سرد است + گل گلزار عشقش رنگ زرد است ۔ بھوک پیاس جاتی رہتی ہے بلکہ اُسکے تمام حرکات و سکنات و افعال و عادات سے بوئے محبت آتی ہے ہر بات اُسکی درد دل پر دلالت کرتی ہے اور اُسکے کلام سے ہر شخص کے دل پر ایک چوٹ لگتی ہے فریاد و فغاں اُسکے دشمنوں کے دل

کو جلاتی ہے جو چیز اُس کے بدن سے نکلتی ہے سوز باطن پر گواہی دیتی ہے ؎ حدیث سینہ سوزانم اے بہشتی روے + مپرس کاتش دوزخ آید از دہانم ۔ خواجہ جنید رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک بار خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے میں قارورہ انکا ایک نصرانی طبیب کے پاس لیگیا اُس نے دیکھتے ہی کہا کہ یہ بیمار مرض عشق میں گرفتار ہے اس بات کو سنکر میں بیہوش ہوگیا جب حضرت کے پاس آیا حال عرض کیا فرمایا قاتلہ اللہ کیا خوب تشخیص ہے اے عزیز ادنی اثر آتش دوزخ کا جسے لو کہتے ہیں دنیا میں پہنچتا ہے اثر آتش محبت کا کہ بمراتب آتش دوزخ سے زیادہ حرارت رکھتی ہے کس طرح ظاہر ہوگا ؎ ففی فواد المحب نار ھوی + احر و نار جہنم ابردھا ۔ اے عزیز آگ دوزخ کی بدن کو اور آگ محبت کی جان کو جلاتی ہے اگر ذرہ محبت کا پہاڑ پر پڑے جل کر راکھ ہوجاوے عارف بھی اگرچہ سوز گداز رکھتا ہے مگر آگ محبت کی اور ہے المعرفۃ نار و المحبۃ نار فی نار ۔ جگر عاشق کا ہر وقت اس آگ پر کباب اور دل اُسکا بیقراری سے رشک سیماب رہتا ہے شیخ عربی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں اگر میں تصنیف میں مشغول نہ ہوتا غلبہ حال سے جل جاتا دوسری علامت اتباع شریعت کہ جو شخص کسی کو چاہتا ہے اُسکے حکم کی تعمیل واجب سمجھتا ہے جسقدر محبت زیادہ اُسیقدر طاعت زیادہ جو بالکل طاعت نہیں کرتا ہے محبت سے اصلا بہرہ نہیں رکھتا ہے اور جو بعض امور میں نافرمانی اور بعض میں فرمانبرداری کرتا ہے وہ بھی کمال محبت سے بے بہرہ ہے بندہ کامل وہ ہے کہ فرمانبرداری خدا و رسول کی ہر کام اور ہر حال میں اختیار کرے اور بے اجازت شرع کسی وقت قدم نہ اٹھائے امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ شرح السنۃ میں اور امام محی الدین رحمۃ اللہ علیہ نودی کتاب الحجۃ میں مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ کسی کو ایمان حاصل نہیں ہوتا جبتک خواہش اُسکی میری شریعت کے تابع نہ ہوجاوے اس وقت پر آشوب میں بعضے صوفیان خامکار او متصوفان مکار احکام فقہا اور اقوال علما کو لغو اور نصوص کتاب و سنت کو اہل ظاہر کے واسطے مخصوص سمجھتے ہیں یہ لوگ طریقت و حقیقت اور رہ رسم محبت سے اصل آگاہی نہیں رکھتے مکتوبات اور ملفوظات بزرگوں کے بنظر سرسری دیکھکر صاحب سے ؟ در حال و قال پر آمادہ ہو بیٹھے اسی طرح بعضے ظاہر بین گستاخ صوفیہ کرام اور اولیا عظام کے اقوال و افعال کو اپنے وہم و خیال سے خلاف شریعت سمجھ کر اُن حضرات کو باطنیہ اور ملاحدہ اور زنادقہ کہنے لگے نعوذ باللہ من طرفی الافراط و التفریط انہ علیٰ کل شیئ قدیر و بکل شیئ محیط طریق مستقیم یہ ہے کہ شریعت کو حیٰوۃ ابدی کا سبب جانے اتباع اُسکا قول و فعل میں واجب سمجھے اور بزرگوں کی جناب میں نیک اعتقاد رکھے اگر کوئی قول یا فعل اُنکا کتاب و سنت کے خلاف پائے اول تحقیق کرے کہ لوگوں نے اکثر قصے بے سر و پا اُن حضرات کی طرف منسوب کر دیئے ہیں پھر اگر تاویل ہوسکے کرے ورنہ غلبہ سکر و حال اور استیلائے ذوق و شوق پر حمل کرے کہ نیت اُنکی بخیر ہے اور قصہ اُنکا صحیح اگر بسبب استیلائے محبت و غلبہ شوق و مبالغہ قہر نفس و قطع اسباب اعراض از ماسوی کے کبھی کوئی امر خلاف شرع اُن سے ظہور میں آوے نہ بقصد خلاف و عصیان و غلبہ جہل و ہوائے نفس کے تو وہ معصیت نہیں ہے صحو ابتدا ہی سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اُسوقت اکثر احوال میں سکر و جذب غالب رہتا ہے اور بیہوش سے مواخذہ نہیں مگر پیروی اُنکی ان باتوں میں نہ کرے اور ان امور کو خطا سمجھے لیکن انھیں خاطی نہ کہے ؎

اے کہ از کشمکش قیل و قال + نیستت حالت ارباب کمال + نشنیدہ زکساں بجز خبرے + ہیچ نایافتہ در خود اثرے + قابل کار نہ معذوری + یا خود از کوشش آں بس دوری + باش کیں راہ گزارے دگر است + ہر کسے قابل کارے دگر است + لیکن اندر پے انکار مرو + از جہاں منکر ایں کار مرو + بنگر حالت درویشاں را + کوشش و شورش ایشاں را + کہ دریں رہ چہ طلبہا دارند + زیں طلبہا چہ تعبہا دارند + زیں طلب گر نہ خدا یافتہ اند + ایں ہمہ بہر چہ بشتافتہ اند + در طلب ایں ہمہ

جانبازی چیست + دل د اسباب فدا سازی چیست + کشف گرنیست قیاس تو کجا است + عقل کو درک حواس تو کجا است + باری گرنیست ترا وجدانی + معتقد باش و بیار ایمانی - ہاں مرجع خلق کو بشرط رعایت سات باتوں کے ایسی باتوں پر انکار کرنا جائز ہے **اوّل** یہ کہ نیت اغتقاد اور مجلس آرائی کی نہو بلکہ صرف ہدایت خلق اور روکنا لوگوں کا جھوٹے صوفیوں کے دام فریب سے مقصود ہو **دوسری** انکار میں زیادتی اور مبالغہ نہ کرے اور تقوی و ورع کی رعایت ملحوظ رکھے **تیسری** کسی شخص کو تعین کرکے اعتراض کرے **چوتھی** مریدان سادہ لوح کے سامنے بیان نہ کرے اگر ضرورت اعلان کی ہو تو صوفیہ کی مدح و ثنا بھی کسی قدر کرے کہ عوام کے اعتقاد میں ... دے **پانچویں** کوئی کلمہ توہین اور سوء ادب کا زبان پر نہ لائے اور کسی حال میں ادب کی رعایت ترک کرے **چھٹی** بتصریح کہہ دے کہ بزرگوں سے ان باتوں پر مواخذہ نہیں کہ وہ اُسوقت سکر و حال میں تھے کلام اُس سے ہے کہ ہوش میں ایسی باتیں کہے اور شریعت کی رعایت چھوڑ دے ؎ در حق او مدح و در حق تو ذم + در حق او شہد و در حق تو سم **ساتویں** اپنی نادانی و کم فہمی ظاہر کرے کہ خدا جانے اُنکا مطلب کیا ہے جو میں سمجھتا ہوں اُس میں یہ خلل پیدا ہوتا ہے پس اعتراض اس صورت میں اُن پر نہو گا بلکہ اپنی سمجھ پر ہے اور جو شخص مرجع خلق نہو وہ اُن باتوں میں سکوت کرے اگر کوئی اُنکے سامنے اُنکا ذکر لادے تا بمقدور ٹال دے اور اس مقام پر سات باتوں کا سمجھنا ضرور ہے **امر اوّل** شریعت اور طریقت اور حقیقت میں مخالفت نہیں بلکہ یہ تینوں مقام ایک راہ کے ہیں شریعت مرتبہ اسلام اور طریقت مقام ایمان اور حقیقت درجہ احسان ہے پس طریقت مرتبہ متوسط اور حقیقت کمال شریعت ہے **سوال** بعض اقوال و افعال صوفیہ شریعت کے خلاف ہیں اگر طریق اُنکا خلاف شرع نہوتا یہ اقوال و افعال اُن حضرات سے کبھی واقع نہ ہوتے **ازانجملہ** ایک دن حضرت شبلی کو خیال آیا کہ تو بخیل ہے عہد کیا کہ آج جو ملے گا محتاجوں کو دیدوں گا پچاس دینار لئے ایک اندھے فقیر کو حجامت بنواتے دیکھا اُسکے سامنے کئے فقیر نے نہ لئے فرمایا دینار ہیں کہا کیا میں نے تجھے بخیل کہا تھا کہ مجھے دینار دکھاتا ہے حجام کو دینے لگے اُس نے کہا میں فقیروں کی خدمت پر مزدوری نہیں لیتا لاچار ہو کر دریا میں ڈالدیئے اور فرمایا ما اعزک احد الا اذله الله جس نے تیری عزت کی خدانے اُسے ذلت دی یہ تضیع مال ہے کہ شرع میں روا نہیں **ازانجملہ** ایک روز شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کپڑے پھاڑ ڈالے کسی نے کہا کیا شریعت حکم کرتی ہے کہ نئے کپڑے پھاڑیں فرمایا کیا شریعت حکم کرتی ہے کہ گھوڑوں کو پے کریں **ازانجملہ** اُنکا بیٹا مر گیا اُس کی ماں نے اپنی چوٹی جلادی آپ نے بھی نورہ سے داڑھی صاف کر ڈالی اہل بغداد اس حرکت سے ناخوش ہوے اور تعزیت کو نہ آئے کسی نے کہا آپ نے یہ کیا کیا فرمایا بی بی کا ساتھ دیا عرض کیا اہل و عیال کی موافقت میں مخالفت شریعت کب درست ہے فرمایا سچ تو یہ ہے میں نے حدیث میں دیکھا تھا کہ جو نیکی کا اوروں کو حکم دے اور آپ نہ کرے خدا کی رحمت سے دور پڑے اور مستحق لعنت کا ہو جاوے اس لئے میں نے چاہا کہ لوگ میرے پاس آویں اور مجھے صبر کا حکم کریں اور بسبب بے عملی کے خدا کی رحمت سے دور پڑیں اس نیت سے داڑھی منڈانا شریعت میں جائز نہیں **ازانجملہ** خواجہ بسطام رحمۃ اللہ علیہ نے جب دیکھا کہ معتقدوں کی کثرت سے عبادت میں خلل پڑتا ہے ایک دن نماز کے بعد لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا لا الہ الا انا فاعبدون لوگ کافر کہہ کر اُٹھ گئے **ازانجملہ** شیخ ابو الحسن نوری رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں خلیفہ وقت نے صوفیہ کو گرفتار کیا اور قتل کا حکم دیا جلاد جو وقت قتل کیلئے آیا ابو الحسن اُس کی طرف دوڑے اُس نے کہا کیا چاہتے ہے فرمایا ہمارے مذہب میں جان نثاری سے بہتر کوئی کام نہیں چاہتا ہوں کہ آخر وقت میں یاروں پر جان قربان کردوں جلاد نے یہ کیفیت بادشاہ سے عرض کی قاضی کو حکم ہوا کہ حقیقت اس قوم کی دریافت کرکے بیان

کرے قاضی نے نوری سے سوال کئے اور جواب شافی پائے بادشاہ سے عرض کیا اگر یہ لوگ کافر ہیں تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں ؎
کافران رو عشقیم اگر انصاف است ✦ صد مسلمان تو اے خواجہ ویک کافر ما۔ بادشاہ نے سب کو رہا کیا اور عذر بجالایا یہ اعانت بر
قتل نفس ہے کہ شرعاً ممنوع ہے **ف** لاتلقوا باید یکم الی التهلکة **ازانجملہ** **غ** ایک مرید نے خواجہ بسطامی سے شکایت
کی کہ دن کو روزہ رکھتا ہوں اور رات بھر نماز پڑھتا ہوں مگر مطلب حاصل نہیں ہوتا فرمایا تو اگر تین سو برس ریاضت کرے گا کچھ فائدہ
نہو گا۔ ایک درہم کے اخروٹ مول لے اور داڑھی منڈا کر لڑکوں کو جمع کر اور اُن سے کہہ دے جو مجھے ایک دھول ماریگا اُسے ایک اخروٹ
دونگا اگر اس حال سے تمام شہر میں پھرے ابھی مطلب حاصل ہو اُس نے کہا سبحان اللہ مجھ سا شخص یہ حرکت کرے فرمایا اس سبحان اللہ
سے خدا کی تنزیہ اور تقدیس مقصود نہیں بلکہ اپنے نفس کی بڑائی اور بڑائی منظور ہے چلا جا کہ ایسے خود پرست کو اُس درگاہ میں بار نہیں
یہ کبیرہ کا حکم دینا اور گناہ پر دلالت کرنا ہے **ازانجملہ** منصور حلاج نے انا الحق کہا ہر چند سمجھاتے باز نہ آتے **ازانجملہ** اکثر صوفیہ راگ
سنتے ہیں خصوصاً حضرات چشت اس فعل پر کمال اصرار رکھتے ہیں **ازانجملہ** بعض صوفیہ کہتے ہیں علم حجاب ہے **ازانجملہ** مولانا روم
مثنوی میں کہتے ہیں ؎ من ز قرآں مغز را بر داشتیم ✦ استخواں پیش سگاں انداختیم۔ **ازانجملہ** صوفیہ کہتے ہیں کہ کامل کو کوئی گناہ ضرر
نہیں کرتا اذا احب اللہ عبدا لایضرہ ذنب **ازانجملہ** حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں من اراد العبادة بعد
الوصول فقد اشرک باللہ **ازانجملہ** کہتے ہیں کہ فقیر کے مذہب میں کسی کو برا سمجھنا جائز نہیں **جواب** شبلی رحمہ اللہ امام اہل وجد و سکر
تھے اکثر احوال پلکوں اور بھوؤں کے بال نوچتے اور اپنی کھال زنبوروں سے کھینچتے کہ کسی طرح ہوش میں آویں اور نوری تین تین دن
تک وجد اور حال میں پڑے رہتے نہ کھاتے نہ پیتے اور بایزید نے پہلی بات کا خود جواب دیا کہ میں نے آیت قرآن کی بہ نیت تلاوت پڑھی
تھی تا خلق کے اجتماع سے کہ میرے حق میں سم قاتل تھا نجات پاؤں اور دوسرے قصہ میں کبیرہ کا حکم نہیں دیا بلکہ اس تقریر سے اُس
مرید کا آزمانا اور وجہ اُسکی محرومی کی ظاہر کرنا مقصود تھا اور منصور سے کمال استغراق میں یہ کلام صادر ہوا جب جریری نے اُن
کے حبس پر اور شبلی نے اُنکے قتل کا فتویٰ دیا انھوں نے کہا مسلمانوں کے حق میں میرا قتل ہی بہتر ہے تا اوروں کو عبرت ہو اللہ رے
شوق قتل کہ خود اپنے قتل پہ۔ - - - - - اور راگ سننا امام غزالی اور اکثر علماء شریعت نے ارباب محبت کیواسطے جائز رکھا شیخ
عبدالرحمٰن سلمی نے اس باب میں ایک کتاب لکھی اُس میں ثابت کیا کہ جو بات دل میں ہوتی ہے راگ اُسے زیادہ کر دیتا ہے پس
فاسقوں کے حق میں گناہ ہے اور اہل محبت کو نفع بخشتا ہے اور العلم حجاب اللہ سے یہ غرض نہیں کہ علم خدا سے دور کرتا ہے بلکہ
یہ مطلب ہے کہ کوئی شخص بے علم کے خدا تک نہیں پہنچتا جو پردہ تک نہ پہنچے گا جمال محبوب کا بے پردہ کس طرح دیکھے گا اسی واسطے کہتے ہیں
ما اتخذ اللہ ولیا جاھلا کوئی جاہل ولی نہ ہوا اور جہل سب نتوں کی اصل ہے پس جاہل کیونکر ولی ہوگا لیکن جب گرفتار ذات پردہ
کے اندر پہنچتا ہے پردہ سے کام نہیں رکھتا ورنہ گرفتار حجاب ہے نہ گرفتار محبوب اور مراد عارف رومی کی یہ ہے کہ مغز قرآں اور اصل مطلب
اُس کا ہم اہل سنت وجماعت نے دریافت کیا اہل بدعت داہوا کو سوا استخوان کے کچھ ہات نہ آیا چنانچہ دوسری جگہ فرماتے ہیں ؎
اے گرفتار ابوبکر و علی ✦ تو چہ دانی سرحق کاے غافلی۔ گرفتار ابوبکر سے خارجی اور ناصبی اور گرفتار علی سے شیعی مراد ہے
اہلسنت سوا ذات احدیت کے کسی کے گرفتار نہیں کہ اوروں سے تبعاً محبت رکھتے ہیں نہ استقلالاً پس وہ محبت در
حقیقت محبت الٰہی ہے نہ گرفتاری بغیر حافظ شیرازی فرماتے ہیں ؎ جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ ✦ چوں ندیدند

حقیقت رہ افسانہ زدند ف وننزل من القرآن ماھو شفاء ورحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین الا خسارا
یہ طلب نہیں کہ شریعت استخوان و پوست ہے اور طریقت مغز بلکہ شریعت لب اللب ہے نادان ہے جو اُسے استخوان و پوست سمجھے
کلام وہ ہی ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن کے یاروں نے سمجھا وھم علی ما انا علیہ واصحابی کوئی شخص بغیر شریعت
کے طریقت حاصل نہیں کرسکتا ہے دانۂ بے مغز کے گردد نہال ٭ صورت بے جاں نباشد جز خیال۔ اور اذا احب اللّٰہ
عبدا لا یضرہ ذنب سے یہ غرض نہیں کہ کامل کے حق میں حرام حلال ہوجاتا ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ جس طرح خدا تعالیٰ نے
پیغمبروں کو معصوم پیدا کیا ہے اسی طرح اولیا کو بھی گناہ سے محفوظ رکھتا ہے اور جب گناہ واقع نہو گا ضرر بھی نہ کریگا یا یہ کہ
قبل از مرتبہ ولایت جو گناہ واقع ہوئے ضرر نہیں کرتے الاسلام یھدم ما کان قبلہ یا سالک سے اگر مقام سکر طریقت میں
کوئی گناہ واقع ہوتا ہے اُس پر مواخذہ نہیں کہ حکم شرع صاحب عقل کیلئے مخصوص ہے مجنون و بے ہوش مرفوع القلم ہے
شرف الدین یحیٰی منیری فرماتے ہیں کہ عشق ایک جنون ہے اور عشاق سے اُن کی خطاؤں پر مؤاخذہ نہیں کرتے مگر جو شخص
حصول ان مقامات کے مرتکب اُن باتوں کا ہو وہ ملحد ہے سہ در حق او شہد در حق تو سم ٭ در حق او مدح در حق تو ذم
قیاس اوروں کا اُن کے حال پر قیاس مع الفارق ہے سہ کار پاکاں را قیاس از خود مگیر ٭ گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر
جوبات بنی اسرائیل نے کہی تھی ارنا اللّٰہ جھرۃ وہی طلب موسیٰ علیہ السلام سے واقع ہوئی ف رب ارنی انظر الیک
اُن پر بجلی گری اور اُن پر اصلا عتاب نہوا کہ وہ کلمہ بے باکی اور یہ انس سے ناشی ہوا مگر جو کہ یہ سوال بھی طریق ادب سے خلاف
تھا مرتبہ قبول کو نہ پہنچا بخلاف ف ارنی کیف تحیی الموتیٰ کے اس قسم کی طلب ادب کے منافی نہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اسی
سوال کو کس خوبی کیساتھ ادا کرتے ہیں اللھم ارنی حقائق الاشیاء کما ھی علیہ کی حقیقت الحقائق ذات مطلق ہے پس
طلب ایک ہے اور طریق طلب متفاوت کوئی طلب کرتا ہے اور پاتا ہے اور کوئی طلب کرتا ہے اور نہیں پاتا یہ دونوں راستباز
ہیں اور بعضے مبطل طلب کرتے ہیں اور رد کئے جاتے ہیں اس لئے کہ وہ طلب اُنکی لیاقت و استعداد سے زیادہ ہے چاہتے ہیں کہ
جوبات کاملوں کو سالہا سال کی مشقت و ریاضت کے بعد حاصل ہوئی بے محنت و مشقت حاصل کریں مقصود آن کا یہ ہوتا ہے کہ
کاملوں کی سی باتیں کرکے ناقصوں کو دھوکا دیں اور اپنے دام فریب میں پھانسیں پس جبکہ باطن میں اُن کے شرارت ہے مبطل اور
محق میں فرق ظاہر ہے راست باز اُس حال میں بھی پیروی شریعت سے انکار نہیں کرتا منصور قید خانہ میں بیڑیاں پہنے ہر روز پانچسو
رکعت پڑھتے اور مدعی کو اتباع شرع کوہ قاف سے گراں معلوم ہوتا ہے ف اذا تتلی علیھم ایاتنا بینات یعرف فی
وجوہ الذین کفروا المنکر اے عزیز احکام شرعیہ بھی باختلاف احوال مختلف ہوتے ہیں منکوحہ کا بوسہ لینا اُس روزہ دار کو
جائز ہے جو نفس کو روک سکے اور بے اختیار نہ ہوجاوے پس نشان سالک راست باز کا یہ ہے کہ ایسی باتوں میں بزرگوں کی
پیروی نہ کرے اور اُن پر اعتراض بھی جائز نہ جانے جس طرح حضرت خضر علیہ السلام پر لڑکے کے قتل اور کشتی کے توڑنے میں نہ
کوئی شخص اعتراض کرسکتا ہے اور نہ ہر ایک کس و ناکس لیاقت پیروی کی رکھتا ہے ابن عباس رحمۃ اللہ علیہ حروری کے
اعتراض کے جواب میں لکھتے ہیں اگر تو بھی خضر علیہ السلام کی طرح لڑکوں کے حال سے واقف ہوتا قتل اُنکا تیرے لئے بھی درست
ہوجاتا اور مراد حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کہ بعد وصول کے ارادہ نہیں رہتا بلکہ محب اپنے محبوب کی خدمت میں مضطر ہوتا ہے الخ

بے اختیار اُسکی بندگی بجالاتا ہے یا وصول سے بہشت مراد ہے کہ مقام عشرت وراحت ہے نہ مقام محنت ومشقت اور یہ بات کہ فقیر
کے مذہب میں کسی کو بُرا سمجھنا جائز نہیں علی العموم صحیح نہیں مذمت شیطان اور ابولہب اور قارون وفرعون وہامان کی قرآن میں
بتصریح موجود ہے اور ایمان لانا اُس پر واجب سالک تمام ذرات عالم کو آئینہ جمال مطلق کا جانتا ہے اور سب سے صلح کرتا ہے کسی
کو بُرا نہیں کہتا اور بُرا نہیں سمجھتا جب مرتبہ فرق وتمیز کہ عبارت اسلام طریقت سے ہے حاصل ہوتا ہے اُسوقت مسلمان کو مسلمان اور
کافر کو کافر اور اچھے کو اچھا اور بُرے کو بُرا جانتا ہے جیسا کہ سلوک سے پہلے جانتا تھا اسی لئے کہتے ہیں النهاية هي الرجوع الى البداية
پس جو بات عالم سکر میں معلوم ہوتی ہے اُسکو عقیدہ اور حقیقت نہیں کہہ سکتے عقیدہ یہ ہے ف لا يستوي اصحب النار واصحب
الجنة اصحاب الجنة هم الفائزون

قرآن کا بیان

امر دوم ان تینوں مرتبوں میں تلازم ہے ایک بے دوسروں کے صحیح نہیں باطن بے
ظاہر حیلہ بازی اور ظاہر بے باطن سخن سازی ہے امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں من تفقه ولم يتصوف فقد تفسق ومن
تصوف ولم يتفقه فقد تزندق ومن جمع بينهما فقد تحقق پس ظاہر بے باطن ناتمام ہے اور باطن بے ظاہر نافرجام
اور جامع دونوں کا عالی مقام اور اس عبارت میں ایک نکتہ لطیف ہے کہ اول کو فاسق اور دوسرے کو زندیق فرمایا اسلئے کہ جو شخص
حقیقت معاملہ سے واقف نہیں ہوتا اکثر خطا میں مبتلا ہوتا ہے اور عمل سے محروم رہتا ہے اور جو کرتا ہے تو اُس فعل میں لطف نہیں پاتا چھوڑ
دیتا ہے اور دوسرے پر اگر کوئی نکتہ ظاہر ہوتا ہے اسقدر غرور وپنداشت میں گرفتار ہو جاتا ہے کہ ایمان بھی ہاتھ سے کھو دیتا ہے اور کلمات
کفر اور شرک کی باتیں زبان پر لاتا ہے اور اُنکو تصوف اور فقیری سمجھتا ہے اسی لئے کہتے ہیں کہ اول علم ظاہر حاصل کرے پھر تصوف کو
دیکھے کہ شریعت سے رجوع الی التصوف آسان ہے من عمل بما علم اورثه الله علم ما لم يعلم اور بالعکس نہایت دشوار کہ جب
شیطان لعین نے آدمی کو کفر اور خلاف شرع پر مضبوط کر دیا اور عقیدہ اُسکا بگاڑ دیا تو اب حق کیطرف رجوع مشکل ہے پانی اُسی درخت
کو ہرا کر سکتا ہے جس میں رطوبت اصلیہ باقی ہے جو بالکل خشک ہو گیا وہ کیونکر ہرا ہو سکتا ہے اے عزیز طلب طریقت کی بے شریعت
کے ایسی ہے جیسے کوئی شخص بے سیڑھی کو ٹھے پر چڑھنا چاہے پس جو لوگ کہ خلاف شریعت پر اصرار رکھتے ہیں اور وقت مواخذہ اور اعتراض
کے کہتے ہیں کہ شراب پینا ناچ دیکھنا رنڈی لونڈی کیساتھ خلوت میں بیٹھنا سر پر عورتوں کی طرح چوٹی رکھنا شریعت میں منع ہے ہم لوگ اہل
طریقت ہیں ہم کو پیروی شریعت کی ضرور نہیں قرآن وحدیث اہل شرع پر حجت ہیں ہم کشف والہام سے مطلب کو دریافت کر سکتے ہیں
یہ لوگ اپنے دین وایمان کو برباد کرتے ہیں اور شیطان کے دام فریب میں پھنسے ہوئے ہیں ہر مطلب کی ایک راہ مقرر ہے بے
اتباع شریعت طریقت حاصل نہیں ہوتی اور بے پیروی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی دولت ہاتھ نہیں آتی اگر یہ دولت
محنت اور ریاضت سے بے اتباع شریعت ہاتھ آتی برہمنوں اور جوگیوں کو بھی میسر ہوتی اسی واسطے کہتے ہیں کہ جو کشف یا خارق
بے پیروی شریعت کے حاصل ہو استدراج ہے اور جس بات کو شریعت قبول نہ کرے باطل ہے کل حقيقة ردته الشريعة فهو زندقة
اور بس کم سردار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں من احدث فی امرنا هذا ما ليس منه فهو رد اور جو باوجود پیروی شرع کے
ہزار ظلمت پیش آویں انجام بخیر ہے کہ شریعت اپنے پیرو کو راہ تک پہنچا دیتی ہے اور مقصود سے ملا دیتی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واعتصموا بحبل
الله جميعا ولا تفرقوا ف قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام و
يخرجهم من الظلمات الى النور باذنه ويهديهم الى صراط مستقيم خدا کی رسی کو مضبوط پکڑو اور متفرق نہ ہو جاؤ تحقیق آیا